بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِياءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجمَعِين، وَبَعْدُ:

104: سورۃ الھُمزۃ کی مختصر تفسیر

سورۃ الھمزۃ کی مختصر تفسیر، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۖ﴿۴﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾﴾ (الھمزة:1-9)

سورۃ الھمزۃ کی ان عظیم آیات کا ترجمہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ﴾ (ویل ہے خرابی ہے ہر طعنہ ظن عیب جو کے لیے)۔

﴿الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ﴾ (جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا)۔

﴿يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ﴾ (وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ رکھے گا)۔

﴿كَلَّا﴾ (ہر گز نہیں) ﴿لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ﴾ (وہ ضرور حطمۃ میں ڈالا جائے گا)۔

﴿وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ﴾ (اور آپ کیا سمجھیں کہ حطمۃ کیا ہے)۔

﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ﴾ (اللہ تعالیٰ کی آگ بھڑکائی ہوئی ہے)۔ ﴿الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ﴾ (جو دلوں تک جا پہنچے گی)۔

﴿اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ﴾ (وہ ان پر بند کی ہوئی ہے)۔

﴿فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾ (لمبے لمبے ستونوں میں)۔

سورۃ الھمزۃ مکی سورۃ ہے اور اس کی نو (9) آیتیں ہیں، اور اس عظیم سورۃ کی ابتداء ایک خاص لفظ سے ہوئی وعید سے ہوئی کہ جو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنا چاہتا ہے ایسا شخص جب اللہ تعالیٰ کے فرمان میں وعید کے لفظ کو سن لیتا ہے تو جس چیز کے بارے میں وعید بیان کی جارہی ہے وہ اس سے خبردار ہو جاتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اپنے بندوں پر کہ چھوٹے سے پیغام میں چند آیتوں میں اللہ تعالیٰ اس انسان کو ہر اس شر سے خبردار کر دیتا ہے جو اس کے لیے نقصان دہ ہو دنیا میں یا آخرت میں، اور ہر اس خیر کی طرف اس انسان کو آمادہ کرتا ہے جو اس کے لیے کامیابی کا باعث بنے دنیا میں اور آخرت میں۔

اس عظیم سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے اور یہ ایسے خاص لوگ ہیں جن میں عجیب سی صفات پائی جاتی ہیں جو ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے وہ اس وعید کا حقدار ہو جاتا ہے، اور جو ان سے بچ جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اور اس خرابی سے بچ جاتا ہے اس وعید سے بچ جاتا ہے، اور اس سورۃ کا بنیادی پیغام یہی ہے آخرت پر ایمان اور خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ جہنم کے عذاب کا ذکر ہے اور اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔

پیارے انداز سے اللہ تعالیٰ سورۃ کا آغاز فرماتے ہیں: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾: ویل کا لفظ جو ہے یہ وعید کا لفظ ہے اور وعید کے الفاظ وہ سخت الفاظ ہوتے ہیں جن میں پکڑ اور سزا اور عقاب کا معنی پایا جاتا ہے، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ عذاب سے بچنا ہے تو جس چیز کا ذکر کیا جا رہا ہے اس سے بچنا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ویل کا لفظ جو ہے جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی کا نام ہے۔ اور معنی دونوں صحیح ہیں کیونکہ جہنم ہی وہ جگہ ہے (نعوذ باللہ) جس میں سب سے زیادہ عذاب اور سب بڑی سزا ملنے والی ہے اس سے بڑھ کر کوئی سزا نہیں کوئی عذاب نہیں ہے!

﴿لِّكُلِّ﴾: صیغ العموم میں سے ہے کہ ہر اس انسان کے لیے ہے ہر اس شخص کے لیے ہے ہر اس مکلف کے لیے ہے جن و انس میں سے اور جب صیغ العموم سے بات کا آغاز کیا جائے اور اس میں اگر استثنیٰ نہ ہو تو عموم اپنے عموم باقی رہتا ہے۔

﴿هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾: دو ملتے جلتے الفاظ ہیں، ایک "ھَم" سے لیا گیا ہے، دوسرا "لَم" سے لیا گیا ہے؛ بعض علماء نے یہ کہا کہ دونوں کا معنی ایک ہے، اور بعض علماء نے یہ فرمایا ہے کہ دونوں کا معنی مختلف ہے اور صحیح قول یہی ہے کہ دنوں کا معنی مختلف ہے کیونکہ انسان جب کسی پر طعن کرتا ہے کسی کی تنقیص اور تحقیر کرتا ہے تو یا قول سے کرتا ہے یا فعل سے کرتا ہے، طعنہ زنی صرف زبانی کلامی نہیں ہوتی اشارے سے بھی ہوتی ہے انسان کے فعل سے بھی ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کا ذکر بیان فرمایا ہے۔

﴿هُمَزَةٍ﴾: وہ شخص ہے جو کثرت سے کسی کی تنقیص کرتا ہے طعنہ زنی کرتا ہے عیب جوئی کرتا ہے اپنے فعل سے، اور ﴿لُّمَزَةٍ﴾: وہ شخص ہے جو کثرت سے کسی کی طعنہ زنی کرتا ہے عیب جوئی کرتا ہے اپنی زبان سے۔

ویل دونوں کے لیے ہے، یہ خرابی اور یہ وعید دونوں قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔

اور الفاظوں پر ذرا غور کریں اصل ہے "هَمَزَة" اور "لَمَزَة"، کسریٰ سے کیا جائے تو هَمَّاز اور لَمَّاز ہو گیا صیغ المبالغہ ہے جو اُس سے بڑھ کر ہے وہ خود بخود وہی چیز بن جاتا ہے۔ ﴿هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ یعنی کثرت سے یہ عمل کرنے والا شخص ہے اس کی عادت بن چکی ہے، کسی مجلس میں جب وہ بیٹھتا ہے کوئی شخص اس کی طعنہ زنی سے بچ نہیں سکتا قولاً اور فعلاً؛ اور واقعی بعض لوگوں میں یہ بُری عادت موجود ہے (إلَّا من رحم الله سبحانه وتعالىٰ)، چھوٹی سی بات پر کسی کا مذاق اڑا لینا!

بعض لوگ کہتے ہیں یہ جوک (Joke) ہے ہم مذاق کر رہے تھے: مذاق تمہیں اس انسان کے اندر نظر آیا ہے کہ اس کا مذاق اڑانا ہے اور اس کا مذاق بنا لینا ہے محفل میں یا مجلس میں! اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں صحت اور عافیت عطا فرمائی ہے حسن صورت عطا فرمائی ہے اور کسی میں اللہ تعالیٰ نے اسے کسی عیب سے یا کسی نقص پر پیدا کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر طعنہ زنی کی جائے اس کا مذاق اڑایا جائے! کسی شخص کا رنگ گورا نہیں ہے کسی کا قد لمبا نہیں ہے کسی کی شکل وصورت میں خوبصورتی نہیں ہے تو کیا اس کی طعنہ زنی کی جائے عیب جوئی کی جائے؟! بعض لوگ یہاں سے بڑھ کر قوموں تک چلے جاتے ہیں اور لطیفے بن جاتے ہیں، پٹھانوں پر لطیفے ہیں سکھوں پر لطیفے ہیں! میرے بھائی! یہ وہی ہے ھَمز اور لَمز ہے یہ، اگر اشارے سے بھی آپ کسی کی تنقیص کرتے ہیں یہ بھی اس میں شامل ہے یہ ھمز ہے، آنکھ کے اشارے سے بھی کافی ہے، کوئی کسی کی تنقیص کرتا ہے یوں آنکھ کا اشارہ کرتا ہے کہ آگیا ہے وہ جس کا ذکر کیا جا رہا تھا یا آگیا ہے وہ جس کا ہم ہمیشہ مذاق اڑاتے رہتے ہیں، آنکھ کا اشارہ ہی کافی ہے!

ایسے لوگ موجود ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے سے بعض لوگ کتراتے ہیں بیٹھتے نہیں ہیں اٹھ کر چلے جاتے ہیں کہ یہ بندہ چھوڑے گا نہیں! اور محفل میں کیا ہوتا ہے؟ لوگ ہنستے ہیں تالیاں بجاتے ہیں خوش ہوتے ہیں، جب اُن کی باری آتی ہے پھر روتے ہیں کیونکہ جو ھَمَّاز اور لَمَّاز ہے اور ھُمَزَۃ لُمَزَۃ بن چکا ہے اس سے کوئی بچتا نہیں ہے آج وہ کسی اور کا مذاق اڑاتا ہے کل وہ آپ کا مذاق بھی اڑائے گا اس کی عادت ہے! (نعوذ باللہ)۔

وہ ایسا کرتا کیوں ہے اس کی ایک وجہ ہے، کئی وجوہات ہیں ایک وجہ کا اللہ تعالیٰ نے یہاں پر ذکر فرمایا ہے:

﴿الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ﴾: ایک اور خرابی ہے کہ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔

مال اُس کے پاس ہے اس کے ربّ نے اسے مال بھی دیا ہے، صحت اور عافیت تو ہے قول و فعل کے قابل ہے وہ اس لیے ھُمَزَۃ لُمَزَۃ بن چکا ہے اگر گونگا بہرا ہوتا تو کیا بات کر سکتا وہ؟! صحت اور عافیت پہلے سے موجود ہے یہ نعمتیں پہلے سے اس کے پاس موجود ہیں اور بھی نعمتیں ہیں مال کی نعمت بھی ہے کرتا کیا ہے؟ ﴿جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ﴾۔

﴿الَّذِیْ﴾: پھر صیغ العموم ہے اسم موصول ہے۔

﴿جَمَعَ﴾: جمع کیا اُس نے۔

﴿مَالًا﴾: نکرہ ہے، اسے پرواہ نہیں کوئی بھی مال ہو بس مال ہونا چاہیے اس کے پاس اور اُس کے پاس مال بھی موجود ہے۔

﴿وَّ عَدَّدَهٗ﴾: اسے گن گن کر رکھتا ہے گنتا رہتا ہے۔

اسی کثرت مال نے اسے ھُمَزَۃ لُمَزَۃ بنا رکھا ہے گھمنڈ میں آگیا ہے تکبر میں آگیا ہے وہ یہ سمجھتا ہے اب وہ اپنے مال سے کچھ بھی کر سکتا ہے، کسی کا مذاق بھی اڑا سکتا ہے کسی کی تحقیر اور تنقیص بھی کر سکتا ہے کیونکہ اس کے پاس مال ہے۔

اور مال سے کتنی محبت ہے؟ ﴿جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ﴾: دو کام اس کو آتے ہیں، ایک مال کو جمع کیسے کرنا ہے اور پھر اسے بار بار گن گن کے کیسے رکھنا ہے؛ جمع کرنے والا ہے خرچ کرنے والا نہیں ہے گن گن کر بار بار رکھنے والا ہے کہ کہیں کوئی کمی تو نہیں ہو گئی اور کہیں زیادہ تو نہیں ہو گیا، وہ ہمیشہ زیادتی کے پیچھے دوڑتا ہے صبح بھی گنتا ہے شام کو بھی گنتا ہے بار بار اسے گن کر رکھتا ہے۔

وہ ایسا پھر کیوں کرتا ہے؟ ﴿يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ﴾: وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا (اس کے پاس مال ہے یہ مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا)۔

اور علماء فرماتے ہیں اس کے دو معنی ہیں: (۱) یا تو اس کا ذکر ہمیشہ کے لیے رہے گا اس مال سے اور لوگ اس کی مثال دیتے رہیں گے کہ فلاں بڑا مالدار شخص تھا۔ (۲) اور دوسرا وہ جو حقیقی معنی ہے وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ کبھی مرے گا نہیں مال اس کے پاس ہے جب تک ہے وہ زندہ ہی رہے گا یا لمبے عرصے تک زندہ رہے گا کیونکہ خلود کے دو معنی ہیں، ایک تو ہمیشہ کے لیے یا بہت لمبے عرصے کے لیے اور یہ سب معنی اس کے اندر شامل ہیں کوئی تضاد نہیں ہے؛ لیکن عجیب ہے یہ انسان جیسا کہ مال کہیں سے بھی کمانا ہے کمانا ہے اس کا ذکر بھی جیسے ہونا ہے ہونا ہے ذکر ہونا چاہیے عجیب سی بات ہے ورنہ جو کنجوس بخیل ہوتا ہے اس کا ذکر خیر ہوتا ہے کیا؟! لوگ اس کی مذمت کرتے رہتے ہیں اور وہ پوری اپنی قوم میں خود مذاق بن جاتا ہے۔

﴿يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ﴾: اسی گمان میں وہ کئی غلطیاں کر بیٹھا ہے کہ ایک تو مال سے دل جوڑ چکا ہے اس کو چھوڑ نہیں سکتا، باقی اس کو کوئی پرواہ نہیں ہے نہ ربّ کے احکام کی پرواہ ہے نہ ربّ کے حقوق کی کوئی پرواہ ہے، اور نہ ہی ربّ کے بندوں کی کوئی پرواہ ہے نہ ان کے حقوق کے ادائیگی کی کوئی پرواہ ہے کیونکہ دل کے اندر جب کوئی خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر پورا جسم خراب ہو جاتا ہے!

اور ایسے انسان صرف زبان کے بُرے نہیں ہوتے جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بندہ زبان کا تو بُرا ہے دل کا اچھا ہے اس کی زبان ہے تھوڑی سی خراب دل کا بڑا اچھا ہے؛ دل کھول کر دیکھا ہے تم نے دل کا اچھا ہے بُرا ہے؟! جو اس کی زبان پر ہے وہی انسان ہے وہ۔

ہمارا ظاہر ہی ہمارے باطن کو ریفلیکٹ (Reflect) کرتا ہے، جو اللہ کا نافرمان ہے ظاہراً باطناً بھی اندر کوئی خرابی ہے تو نافرمان ہے وہ ہمیں ظاہر سے ہے باطن سے ہمارا تعلق ہے ہی نہیں وہ تو بندے کا ربّ سے اس کا تعلق ہے جو آنکھوں کی خیانت کو بھی

خوب جانتاہے اور سینے میں چھپے ہوئے راز کو بھی خوب جانتا ہے، تو یہ غلط فہمی اپنے ذہن سے نکال لیں کہ فلاں زبان کا تو بُرا ہے لیکن دل کا بہت اچھا ہے، زبان کا بُرا سہی؛ جو زبان کا بُرا ہے دل میں کہیں پر کوئی خرابی ہے تو وہ زبان کا بُرا ہے وہ شخص۔

﴿ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ﴾: وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا؛ جواب: ﴿ كَلَّا ﴾: ہر گز نہیں اس کا یہ گمان غلط ہے نہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھ سکتا ہے اور نہ یہ مال اسے ویل سے بچا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچا سکتا ہے، اور نہ وہ اس مال سے لوگوں میں اپنا کوئی نام کما سکتا ہے؛ بلکہ ہو گا کیا؟ اگر وہ اسی راستے پر چلتا رہا اور اس نے اگر توبہ نہیں کی تو نتیجہ کیا نکلے گا؟ ﴿ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴾۔

الفاظوں پر غور کریں ذرا: ﴿ لَيُنْۢبَذَنَّ ﴾: لام ہے، پھر ﴿ يُنْۢبَذَ ﴾ ہے، پھر نون ثقیلۃ ہے۔

لام جو ہے یہ قسم مقدر کے لیے بیان کی جاتی ہے، پھر نون ثقلیۃ تاکید کے لیے ہے ،یعنی ”واللہ لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ“: تین مؤکدات ہیں اس میں: (۱) ایک قسم ہے جو مقدر ہے چھپی ہوئی ہے۔ (۲) پھر لام ہے۔ (۳) پھر نون ثقیلۃ ہے (تین مرتبہ اللہ تعالیٰ تاکید فرمارہے ہیں کہ ہر گز نہیں بات ایسی نہیں ہے)۔

﴿ لَيُنْۢبَذَنَّ ﴾: نبذ کہتے ہیں پھینکنے کو، ڈالنے کو، دھکیلنے کو ﴿ لَيُنْۢبَذَنَّ ﴾؛ کہاں پر؟ ﴿ فِي الْحُطَمَةِ ﴾: حطمۃ وہ آگ ہے جو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی ہے کوئی چیز چھوڑتی نہیں ہے!

آپ سنتے ہیں تحطیم: تحطیم الاسعار کے نام سے کچھ ایسے سینٹرز موجود ہیں کیا مطلب ہے اس کا کس چیز کو توڑ دیتا ہے؟ پرائز کو توڑ پھوڑ دیتا ہے، ایک تو ڈسکاؤنٹ دینا یعنی بہت زیادہ ڈسکاؤنٹ اتنا کہ جو بھی پرائز ہے اس کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہے وہ، قیمتوں کو توڑنے پھوڑنے والا۔

﴿ الْحُطَمَةِ ﴾: وہ آگ ہے جو کوئی چیز باقی چھوڑتی نہیں ہے، اس کے اندر جو چلا جاتا ہے ایک دفعہ (نعوذ باللہ) کوئی چیز اس سے بچ نہیں سکتی۔

هُمَزَة، لُمَزَة اور حُطَمَة: ملتے جلتے الفاظ ہیں، کثرت سے ھمز کرنے والا هُمَزَة بن جاتا ہے، بہت زیادہ کثرت سے لمز کرنے والا لُمَزَة بن جاتا ہے۔

اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ حُطَمَة ہوتا ہے جو بہت زیادہ توڑنے پھوڑنے والی ہے کوئی چیز چھوڑنے والی نہیں ہے۔

"الجزاء من جنس العمل": جیسا انسان کرتا ہے ویسا ہی بھرتا ہے پھر!

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ﴾: اور آپ کیا جانیں کے حطمۃ کیا ہے؛ اور یہ جو سوال کیا جاتا ہے کسی چیز کے تعلق سے جب اس کا ذکر کیا جاتا ہے پھر سوال کر کے اسے دوبارہ ذکر کیا جاتا ہے تو یہ تعظیم اور تفخیم کے لیے ہوتا ہے کہ کوئی عام بات نہیں ہو رہی ہے حطمۃ کوئی عام چیز نہیں ہے دھیان رکھنا ذرا بہت ہی عظیم چیز ہے بہت بڑی چیز ہے!

ہے کیا یہ حطمۃ جو بہت عظیم اور بہت بڑی چیز ہے جو توڑنے پھوڑنے والی ہے کوئی چیز چھوڑنے والی نہیں ہے؟

﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ﴾: آگ ہے؟ صرف آگ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی آگ ہے۔ کیسی آگ ہے؟ جو بھڑکائی ہوئی ہے۔

﴿نَارُ اللّٰهِ﴾: نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، مخلوق کی آگ مخلوق جیسی ضعیف ہے کمزور ہے اور خالق کی آگ جو ہے اس کی عظمت ویسی ہی ہے کہ بڑی عظیم آگ ہے۔ جب نسبت کی ہم بات کرتے ہیں اضافے کی بات کرتے ہیں جو چیز جس کی طرف منسوب ہوتی ہے اس کا شرف اتنا ہی ہوتا ہے؛ جو چیز بادشاہ کی طرف منسوب ہے اس کی گاڑی اس کی سواری اس کی جو چیز اس سے تعلق رکھتی ہے اس کا شرف اتنا ہی ہوتا ہے، جو کسی عام شخص کی طرف منسوب ہوتی ہے اس کی قدر و قیمت حیثیت اتنی ہی ہوتی ہے، تو حیثیت کا تعلق اضافے سے ہوتا ہے کس کی طرف منسوب ہے کس کی طرف اضافہ ہے۔

اور جب اللہ جلّ شانہ کسی چیز کی نسبت اپنی طرف فرماتا ہے اس کا مطلب ہے یہ چیز اب عام نہیں ہے؛ کتنی خاص ہے؟ خصوصیت کے اعتبار سے سب سے بڑی خصوصیت والی چیز ہے یہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کوئی چیز نہیں ہے، اس لیے بیت اللہ سب سے عظیم گھر ہے پوری کائنات میں۔

سب سے عظیم گھر کون سا ہے؟ اللہ کا گھر ہے اور کعبے کی تعظیم ہوتی ہے، دلوں سے لوگ تعظیم کرتے ہیں اللہ کے گھر کی واللہ دل کھینچے چلے جاتے ہیں اللہ کے گھر کی طرف! تعظیم ہے مومن تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے گھر کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے یہ نسبت ہی کافی ہے "بیت اللہ"۔

اور یہاں پر ﴿نَارُ اللّٰهِ﴾ ہے اللہ تعالیٰ کی آگ ہے اور مومن اپنے دل سے ڈرتا ہے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے، ایک تو حطمۃ ہے اور پھر ﴿نَارُ اللّٰهِ﴾، اور شروع میں ویل ہے! دیکھیں کتنی وعیدیں ہیں کتنے سخت الفاظ ہیں!

﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ﴾: بھڑکائی ہوئی ہے؛ جو موقدۃ ہوتی ہے وہ کبھی بند نہیں ہوتی۔

اور آگ میں ایک عجیب سی خصوصیت ہے کہ آگ کی گرمی کا تعلق کس چیز سے ہوتا ہے؟ اس کے جلنے سے ہوتا ہے جتنی زیادہ جلتی رہتی ہے اتنی ہی زیادہ اس کی گرمی ہوتی ہے، تھوڑا سی بند کر دیں یا تھوڑا سا اس کی آگ کو کم کر دیں تو اس کی گرمی بھی ہلکی ہو جاتی ہے؛ اللہ تعالیٰ کی وہ آگ ہے جو کبھی بند نہیں ہوئی بھڑک رہی ہے اور اس کی گرمی میں روزانہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے!

اور اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے جنت اور جہنم دونوں کے تعلق سے؟ کہ دونوں موجود ہیں اس وقت موجود ہیں ، "مخلوقتان موجودتان"۔

جنت میں نعیم کبھی ختم نہیں ہوگا اس میں مزید اضافہ ہوتا رہے گا، اور جہنم کے عذاب میں کبھی کوئی کمی نہیں آئے گی اس میں مزید اضافہ ہوتا رہے گا بس دیکھ لیں کون سا راستہ اختیار کرنا ہے، ایک ہمیشہ کی کامیابی کا راستہ ہے اور دوسرا ہمیشہ کی ناکامی کا راستہ ہے، ایک میں عزت اور خوشیاں ہیں اور دوسرے میں ذلت اور رسوائی اور ناکامی اور عذاب ہے (نعوذ باللہ)۔

ایک اور صفت ہے اس عجیب سی آگ کی کہ حطمۃ ہے اللہ تعالیٰ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی ہے: ﴿الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ﴾: جو دلوں تک جا پہنچے گی۔

دل جسم کا وہ حصہ ہے جو محفوظ ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس نازک حصے کی خاص حفاظت کی ہے جسم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے پیدا فرمایا ہے کہ دل جو ہے وہ خاص جگہ پر محفوظ ہے، جب انسان کو آگ لگتی ہے تو جسم کے حصے جو جلتے ہیں دل بچا رہتا ہے (سَر جل جاتا ہے، ہاتھ جل جاتے ہیں پاؤں جل جاتے ہیں، سینہ اور پیٹ جل جاتا ہے پیٹھ جل جاتی ہے، چہرہ بھی جل جاتا ہے) دل نہیں جلتا کیونکہ اندر ہے محفوظ ہے؛ یہ دنیا کی آگ ہے اور دل تک پہنچنے سے پہلے ہی انسان مر جاتا ہے کیونکہ وہاں تک آگ کا پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے لیکن جہنم کی آگ حطمۃ ایسی آگ ہے (نعوذ باللہ) جو دلوں تک جا پہنچتی ہے، اس کا ٹارگٹ دل ہی ہوتا ہے دل کو جلا کر رکھتی ہے! پورے جسم کا جلنا الگ ہے اور دل کو جلا کر رکھ دیتی ہے!

﴿الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ﴾: انسان کبھی مرے گا نہیں جہنم میں اسے موت نہیں آئے گی، موت کی تمنا کرتا رہے گا اسے موت نہیں آئے گی، انسان کے جسم کے اندر جو ریسپٹرز (Receptors) ہیں جن میں درد ہوتا ہے یا آگ جو ان کو تکلیف دیتی ہے وہ انسان کی جلد ہے، جلد جل جاتی ہے سڑ جاتی ہے تو اس کے جلنے سے ختم ہو جانے سے درد بھی ختم ہو جاتا ہے؛ ختم ہو گئی نا! اور کوئی انسان خوش قسمت بچ جاتا ہے دنیا میں ورنہ اکثر لوگ مر جاتے ہیں، آخرت میں ایسا نہیں ہے جہنم کی آگ جلد کو بھی جلا کر راکھ کر دے گی، جان نہیں چھوٹے گی اللہ تعالیٰ دوبارہ جلد کو پیدا فرمائے گا جلد تبدیل ہوتی رہے گی، جلتی رہے گی تبدیل ہوتی رہے گی نئی جلد آتی رہے گی اور جلتی رہے گی بار بار ہوتا رہے گا، عذاب پر عذاب ہے کہیں کوئی کمی نہیں ہے!

ایک اور عجیب سا وصف ہے اس آگ کا: ﴿الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ﴾: کبھی نکلنے کا کوئی چانس تو ہوگا نا؟! جلد بھی جلے گی بار بار جلد آتی رہے گی عذاب ہوتا رہے گا دل بھی جل جائیں گے جلد بھی جل جائے گی جسم بھی جل جائے گا عذاب ہی عذاب ہے کبھی نکلنے کا کوئی راستہ تو ہوگا نا؟! ایک کہیں پر دور سے کوئی امید جاگنے کی کوئی جیسے خطرات آتے ہیں سوچ آتی ہے دور سے کہ کبھی

کہیں نکلیں گے تو سہی نا؟! ابھی یہ سوچ آرہی ہوگی پہلے سے یہ پیغام آگیا ہے یہ پیغام اس دنیا میں ہم سن رہے ہیں: ﴿ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ﴾: بے شک وہ ان پر بند کی ہوئی ہے؛ شک نہ کبھی کرنا یقیناً اس آگ کو قید خانہ بنادیا گیا ہے یہ آگ کا قید خانہ ہے اس سے کوئی نکل نہیں سکتا!

﴿مُّؤۡصَدَةٌ﴾: بند کردی گئی ہے، ہر طرف سے بند ہے کوئی نکلنے کا راستہ نہیں ہے۔

اور کیسے بند کی ہوئی ہے کہیں سے کوئی چور دروازہ کہیں سے کوئی راستہ؟! نہیں! ﴿فِيۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾: لمبے لمبے ستونوں میں کوئی ان تک پہنچ نہیں سکتا کوئی نکل نہیں سکتا!

شروع سے ﴿وَيۡلٌ﴾ سے لے کر ﴿مُّمَدَّدَةٍ﴾ تک دیکھ لیں آپ واللہ ایک سے بڑھ کر ایک سخت لفظ موجود ہے اس عظیم سورۃ میں! کیونکہ بعض لوگ ویل کی بات کرتے ہیں تو جہنم کی ایک چھوٹی سی وادی کا ذکر کیا جاتا ہے سزا ہے وعید ہے لیکن اگلے الفاظ دیکھیں (سبحان اللہ) تین بُری صفات کا ذکر کیا گیا ہے: ﴿هُمَزَةٍ﴾ ہے، ﴿لُّمَزَةِ﴾ ہے، ﴿جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ﴾ ہے مال جمع کرنا ہے اسے گن گن کر رکھنا ہے۔

ایک مال کے تعلق سے ہے اور دوسرا طعنہ زنی چاہے قول سے فعل سے ہو کسی کا مذاق اڑنے کی بات ہو رہی ہے لیکن سزا کتنی ہے ؟! (سبحان اللہ)؛ سزا کا ذکر کیسے سے ہوا صرف تین صفات ہیں کیا؟ اس کے علاوہ دیکھیں پوری سورۃ میں سزا ہی سزا ہے سخت الفاظ ہیں: (۱) ویل ہے ﴿لَيُنۡۢبَذَنَّ﴾۔ (۲) ﴿الۡحُطَمَةِ﴾۔ (۳) پھر ﴿وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ﴾، مزید تفخیم اور تعظیم کی گئی ہے۔ (۴) ﴿نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ﴾۔ (۵) ﴿تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ﴾۔ (۶) ﴿مُّؤۡصَدَةٌ﴾۔ (۷) ﴿عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾۔

تقریباً دس قسم کی وعیدیں موجود ہیں!

بعض لوگ اس مسئلے کو ہلکا لیتے ہیں کہ مذاق اڑایا ہے کون سا کوئی بڑا کوئی گناہ کردیا ہے؟! کون سی بڑی بات ہوئی ہے چھوٹی سا مذاق تو کرلیا ہے کسی کے ساتھ کیا ہوگیا ہے کیوں مسئلے کو بڑھا لیتے ہیں؟! یہ مولوی بڑے عجیب سے ہوتے ہیں کسی کو چھوڑتے نہیں ہیں!

قصور مولویوں کا نہیں ہے بھائی! وہ آپ کو اس وعید سے ڈرا رہے ہیں۔

ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں کہ نہیں پڑھتے یہ سورۃ کتنی دفعہ پڑھی ہے ہم لوگوں نے؟ یہ شخص جو طعنہ زنی کرتا ہے اس نے بھی کئی ختم کیے ہوں گے قرآن زندگی میں کبھی ختم کیا ہوگا یہ سورۃ پڑھی ہوگی نا کبھی؟!

ہم پڑھتے ہیں عادت کے طور پر یا ختم کرنے کے لیے ہم پڑھتے ہیں(إلّا من رحم الله سبحانه وتعالىٰ)،پڑھ لی ہے﴿وَيۡلٌ لِّكُلِّ﴾ بھی پڑھا ہے﴿هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ بھی پڑھا ہے،﴿جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ﴾ بھی پڑھا ہے،اور پھر﴿الۡحُطَمَةِ﴾ بھی پڑھا ہے،﴿نَارُ اللّٰهِ﴾ بھی پڑھا ہے،﴿الۡمُوۡقَدَةُ﴾ بھی پڑھا ہے،آخر تک سب پڑھتا گیا ہے اور کوئی فرق نہیں پڑا اسے !اسے یہ نہیں پتہ یہ سارا وعید اسی کے لیے ہے !اگر وہ سنبھلتا نہیں ہے توبہ نہیں کرتا ہے یہ اسی کے لیے ہے !

اور توبہ میں یاد رکھیں آپ توبہ کی شروط میں سے جب لوگوں کے حقوق میں کوئی حق تلفی ہو تو شروط میں سے کیا شرط ہے؟ جا کر اس سے معافی مانگ لو اسی دنیا میں معافی مانگ لو، مذاق اڑایا ہے نا کسی کا اور سچی توبہ کی ہے اس سے جا کر معافی مانگ لو، اگر صرف ربّ سے توبہ کی ہے اور اس سے معافی نہیں مانگی ہے تو قیامت کے دن حساب ہو گا پھر قصاص تو ہو گا پھر، وہ اپنا حساب آپ سے مانگے گا پھر تمہیں وہاں پر حساب دینا ہو گا! یہ ناقص توبہ ہے؛ اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے کہ آپ اگر کسی سے معافی مانگ لیتے ہیں جب آپ غلطی کر لیتے ہیں۔

غلطی ہم سب سے ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی؟ ہو جاتی ہے، ہم بشر ہیں غلطیاں بھی ہوتی ہیں حق تلفی بھی ہو جاتی ہے بعض اوقات، بعض اوقات ہم انجانے میں بیٹھے بیٹھے کبھی غیبت میں پڑ جاتے ہیں پتہ نہیں چلتا مجلس ہمیں کھینچ کر لے کر جاتی ہے، یا مجلس میں بیٹھے ہوتے ہیں غیبت ہو رہی ہوتی ہے ہم اُن کو روک نہیں سکتے اور بیٹھے رہتے ہیں ! کسی کا مذاق اڑایا جاتا ہے ہم بھی ہنس پڑتے ہیں بے چارا وہ بھی ہنستا رہتا ہے جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ھَمزاور لُمَز کا بے چارہ شکار ہو چکا ہے دل سے تو رو رہا ہوتا ہے نا وہ!

اللہ کے لیے مجھے بتائیں کسی کو پسند ہوتا ہے کہ کوئی اس کا مذاق اڑائے؟! اگر اکیلا شخص بھی اس کا مذاق اڑائے تب بھی اسے پسند نہیں ہے تو گیدرنگز(Gatherings)میں مجالس میں اس کا مذاق اڑایا جائے اسے پسند ہوتا ہے کیا؟!

اس لیے جو لطیفے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کئی لوگ کاپی پیسٹ(Copy Paste) کرتے ہیں آپ اس ھَمزاور لُمَز کا شکار ہیں پتہ ہے ! اگر آپ بھی اس کو کاپی پیسٹ(Copy Paste) کر کے آگے بھیج دیتے ہیں تو آپ اس وعید میں شامل ہیں !پٹھانوں کے یا سکھوں کے خصوصی طور پر میں ان کا ذکر کرتا ہوں !

آج کل تو بیویوں کے کافی لطیفے آ چکے ہیں یہ بھی اسی میں شامل ہیں اور لوگ ہنستے ہیں، اُن کے بغیر رہ بھی نہیں سکتے اُن کا مذاق بھی اڑاتے رہتے ہیں اس طریقے سے (ان ڈائریکٹ(Indirect) طریقے سے)، بے چارے بعض ساتھی خود بیویوں سے بیوی سے پریشان ہوتے ہیں وہ بھی خوش ہو کر کاپی پیسٹ(Copy Paste) کر لیتے ہیں آگے ! یہ سب ھُمَزۃ لُمَزۃ ہے میرے بھائیو!

آج ہنس لیں ہنس لینا ہے آج ہنسنے کے دن ہیں، آج دَس لطیفوں میں سے تین چار پانچ کاپی پیسٹ (Copy Paste) کر لیے ہیں بھول گئے ہنس بھی لیا کل کی ہنسی آج ہمیں یاد ہے؟! چھوڑیں! کل کی ہنسی یاد ہے ہمیں؟! کل کتنی مرتبہ ہنسے ہیں ہم پتہ ہے یاد ہے کسی کو؟! نہیں یاد چلا گیا لیکن واللہ نامۂ اعمال میں وہ درج ہو چکا ہے ھُمزۃ لُمزۃ لکھ دیا گیا ہے اب آپ کی مرضی ہے کیسے آپ نے نکالنا ہے۔

فعل سے ہم نے کہا نا کہ لَمز ہوتا ہے ھَمز ہوتا ہے اور یہ جو کاپی پیسٹ (Copy Paste) کیا ہے فعل ہے کہ نہیں؟ آپ زبان سے تو نہیں کر رہے نا کسی کی ھُمزۃ میں یہ بھی شامل ہو گیا ہے!

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں تو نہیں کر رہا میں نے کیا کیا ہے، میں نے تو کچھ نہیں کیا ہے میری زبان محفوظ ہے! کام تو محفوظ نہیں ہے نا تیرا! زبان تو محفوظ ہو چکی ہے کام سے تو تم نے کر دیا نا! اس لیے صرف لُمزۃ نہیں ہے ھُمزۃ اس سے پہلے ہے کیونکہ فعل سے بہت کم لوگ سمجھتے ہیں اکثر زبان سے ہوتا ہے نا! طعنہ زنی اور عیب جوئی زبان سے زیادہ ہوتی ہے نا!

تو عجب دیکھیے لفظ ھُمزۃ پہلے ہے لُمزۃ بعد میں ہے کیونکہ جو فعلاً کر دیتے ہیں اُن کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ یہ غلطی کر رہے ہیں! تو اس کو پہلے ذکر کیا ہے کہ بچنا ہے تو اس سے بھی بچو۔

استادوں کے مذاق اڑائے جاتے ہیں دوستوں کے مذاق اڑائے جاتے ہیں؛ کلاس روم میں استادوں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ نہیں؟ اسٹوڈنٹس اُڑاتے ہیں نا! سب اس میں شامل ہیں۔

کسی کی شکل کسی کی صورت، کسی کی کوئی کمی کسی میں کوئی نقص اور اس سے بڑھ کر بات بتاؤں کہ بعض لوگ جو تھوڑے سے یعنی جن کی تھوڑی دماغ کی کمزوری ہوتی ہے جسمانی کوئی کمزوری ہوتی ہے اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں، واللہ عجب بات ہے!

اللہ تعالیٰ نے اسے کسی عیب میں مبتلا کیا ہے کسی نقص میں مبتلا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ آپ اور آپ کے بچے محفوظ ہیں اس عیب سے محفوظ ہیں تمہارا کیا کمال ہے؟! کوئی کمال ہے؟! ہمارا کوئی کمال ہے اس میں؟! اُس ربّ ہی کا کمال ہے واللہ ہم اس قابل نہیں ہیں! وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے خیر سے بھی آزماتا ہے کہ اس عیب سے پاک رکھا ہے دور رکھا ہے، اور شَر سے بھی آزماتا ہے اپنے بندوں میں سے کسی کو یہ عیب دے دیا ہے، وہ صبر کرتا ہے اس کے لیے جنت ہے اور ہم شکر کرتے ہیں کہ ہمارے لیے جنت ہے لیکن اُس کا مذاق اُڑانا یہ ھُمزۃ لُمزۃ کا جو سخت ترین طریقہ ہے اُن میں سے ہے!

ایک تو اپنے ساتھیوں کا مذاق اُڑانا یہ بھی ھُمزۃ لُمزۃ ہے اکثر یہاں پر ہوتا ہے لیکن جو وہاں پر لوگ ہوتے ہیں جو مزدور ہیں جو مسکین ہیں جو فقیر ہیں، جو بیمار ہیں، یا شکل وصورت میں جن کے کوئی عیب ہے، بعض لوگ بول نہیں پاتے صحیح طریقے سے

زبان میں کوئی نقص ہوتا ہے اسٹیمر (Stammer) کرتے ہیں یعنی اڑاڑ کر بولتے ہیں رُک رُک کر بولتے ہیں، ایک تو ہنسی خود آ جاتی ہے بعض اوقات انسان کو اس پر قابو نہیں ہو سکتا وہ الگ بات ہے (جو بغیر کسی نیت کے کوئی کام ہو جائے تو کنٹرول انسان کرے لیکن بعض اوقات نہیں ہو پاتا) لیکن اُس کے سامنے ہنستے رہنا مذاق اُڑاتے رہنا یا اُس کے سامنے اُس کی تقلید کرنا اُس جیسا بولنا، اُن میں سے اکثر بے چارے ہنستے رہتے ہیں کیونکہ عیب موجود ہے اُس کے اندر (بولنے کا یہ عیب موجود ہے اُن کے اندر) تاکہ وہ مزید مذاق نہ بن جائیں وہ بھی ہنستے رہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ خوش ہیں ہم سے! وہ خوش ہونہ ہو اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہے!

تو اُن کا مذاق نہیں اُڑانا چاہیے بلکہ ایسے لوگوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے اور شکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مصیبت میں اسے مبتلا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس سے محفوظ رکھا ہے۔

جب انسان کسی ایسے شخص کو دیکھے جس میں کوئی ایسی کمزوری ہو یا وہ کسی چیز میں مبتلا ہو تو اس کے لیے دعائیں ہیں نا مسنون کہ نہیں؟

"الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلاً": یہ دعا مسنون ہے۔ کیوں پڑھتے ہیں ہم؟ دیکھیں بعض لوگ دعا پڑھتے ہیں (یہ دعا مسنون) اور بعض لوگ نعوذ باللہ ھَمز اور لَمز سے کام لیتے ہیں طعنہ زنی کرتے ہیں دونوں برابر ہو سکتے ہیں کبھی؟ (سبحان اللہ)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی منہج سلف صالحین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں ھُمزۃ لُمزۃ اور حطمۃ سے اور جہنم کے عذاب سے دور فرمائے اور محفوظ فرمائے (واللہ اَعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (104: سورۃ الھُمزۃ کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio